OPEN ACCESS
AL-EHSAN
ISSN: 2410-1834
www.alehsan.gcuf.edu.pk
PP: 28-41

امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام و مرتبہ

Scholarly Status of Imām Abdul-Wahhāb Sharāni

Dr. Hafiz Zulfiqar Ali

Ph.D. Govt. College University, Faisalabad.

Dr. Humayun Abbas

Professor of Islamic Studies, G.C. University, Faisalabad.

Abstract

Knowledge (علم) as well as practice (عمل) are fundamental basis inTasawwuf. Practice is based on knowledge and knowledge provides right path to practice. So knowledge is the most important thing for a Sūfi. It cannot be ignored in attaining closeness to Allah Almighty. This article aims at Imām Abdul-Wahhāb Sharāni's scholarly status. He was a renowned Sūfi from Egypt lived in 10th century A.H. This study discusses his struggles to gain knowledge of both Shariah and Triqah from many teachers in different study centers. He made it a source of internal purification and spiritual uplifting. Afterwards, he spent his life in spreading knowledge about actual and factual aspects of Tasawwuf. According to him, purity of thought and sight can be sought only through knowledge. This study also provides an important guideline for those who claim to be Sūfia in present era.

Keywords: Tasawwuf, Sharāni, Egypt, Knowledge, Scholarly Status.

صوفیہ کرام علیہم الرحمہ کے بارے میں عام طور پر یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ یہ لوگ علمی و فکری اعتبار سے کمزور اور علومِ شریعت سے نابلد ہوتے ہیں، انھوں نے اپنی دنیا الگ سے بسا رکھی ہے اور تصوف کے نام پر اسلام کے متوازی ایک نیا نظام اور دین اختیار کر لیا ہے۔ حالانکہ یہ بات سراسر مغالطہ پر مبنی ہے۔ علیہم الرحمۃ نے علومِ شریعت کی تحصیل، ان کی اشاعت اور ان کی روح تک

پہنچنے میں زندگیاں وقف کر دی تھیں۔ علومِ شریعت حاصل کرنے کے بعد ان کی گہرائی میں اتر کر گوہرِ مقصود کی تلاش اور دین کی پنہائیوں میں سے حاصلِ زندگی کی جستجو ہی انھیں طبقہ ءعلما سے ممتاز کرتی ہے۔ عارف باللہ امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (۸۹۸ھ / ۱۴۹۳ء۔ ۹۷۳ھ / ۱۵۶۵ء) کی صورت میں ایک واضح مثال ہمارے سامنے موجود ہے۔(۱)

امام شعرانی علیہ الرحمۃ نامور صوفی اور دنیائے تصوف میں ایک معتبر حوالہ کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ آپ کو اپنے دور میں تصوف کا مجدد کہا جائے تو مبالغہ نہ ہو گا کیونکہ آپ نے تصوف کے نام پر رائج خلافِ شرع امور کا مکمل تعاقب کیا، نام نہاد صوفیہ کا محاکمہ و محاسبہ کیا، بے عمل متصوفین اور ان کے معمولات پر گرفت کی اور تصوف کو اوراد و وظائف پر مشتمل ایک زبانیاور کتابی علم کی سطح سے بلند کر کے فکری، اعتقادی اور عملی اصلاح کا ذریعہ بنایا۔ تصوف کے ذریعے لوگوں کے اخلاق و کردار سنوار کر معاشرتی اصلاح کا فریضہ سر انجام دیا۔ شریعتِ مصطفوی پر اس کی روح کے مطابق خود بھی عامل رہے اور لوگوں کو بھی اس پر عمل کرنے والا بنایا۔ بایں ہمہ آپ نے علم کی تحصیل وترویج کو ہی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنایا اور اسی کے ذریعے یہ مقامِ رفیع حاصل کیا۔

امام شعرانی علیہ الرحمۃ نے سنِ شعور سے لے کر آخری سانس تک ہر لمحہءحیات علم کے حصول اور اشاعت میں گزارا۔ آپ کی شخصیت و کردار کی تعمیر میں آپ کے والد اور بڑے بھائی کے علاوہ اس دور میں مصر کے معروف اساتذہ و شیوخ کا بھرپور حصہ ہے۔ گھر اور خاندان میں آپ کو خالص علمی و فکری ماحول میسر ہوا اور درس گاہوں میں بھی آپ کو ایسے گوہر شناس اور شفیق اساتذہ ملے جن کے زیرِ تربیت آپ کی شخصیت اور فکر میں نکھار پیدا ہوا۔ اس پر آپ کا ذاتی شوقِ علم اور ذوقِ مطالعہ مستزاد تھا۔

حصولِ علم

امام شعرانی علیہ الرحمۃ کے دورِ حیات میں قاہرہ سب سے بڑا علمی مرکز تھا۔ یہاں کا سب سے بڑا علمی مرکز جامعہ ازہر تھا۔ اس کے علاوہ اور بھی نامور ادارے موجود تھے جو علمی تشنگی کو سیرابی فراہم کرتے تھے۔ ایک سے بڑھ کر ایک عالم اور ماہرِ فن قاہرہ میں اقامت پذیر تھا۔ پوری مسلم دنیا سے لوگ حصولِ علم کے لیے قاہرہ کا رخ کرتے تھے۔ امام شعرانی نے بھی علم کے حصول کے لیے قاہرہ کو منزل بنایا۔

اہلِ عرب کے ہاں طلبہ کو مختلف فنون کے اہم متون حفظ کرانے کی روایت بہت پختہ ہے۔ عصرِ رواں میں بھی حرمِ مکی میں 'حفظ المتون العلمیۃ' کے نام سے شعبہ قائم ہے جہاں بچوں کو حفظِ قرآن کے بعد یا ان کے ہم عمر غیر حافظ بچوں کو بھی صحاح ستہ اور دوسرے فنون کے بنیادی متون باقاعدہ حفظ کروائے جاتے ہیں۔ حرمِ مکی کے علاوہ اداروں میں بھی الگ سے ایسے شعبہ جات قائم ہیں۔ برصغیر کے دینی اداروں میں عربوں کی نسبت متون حفظ کرنے کا رجحان نہ ہونے کے برابر ہے، حالاں کہ ماضی کا طویل علمی تجربہ گواہ ہے کہ متن حفظ کیے بغیر کسی فن پر مکمل دسترس حاصل ہونے میں یا تو خاصا وقت لگ جاتا ہے، یا پھر ناقص گرفت کو کافی سمجھ لیا جاتا ہے۔

قاہرہ آمد سے قبل ہی شیخ شعرانی علیہ الرحمۃ اپنے ولد سے ابتدائی تعلیم حاصل کر چکے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ قرآن مجید بھی حفظ کیا اور اپنے بڑے بھائی شیخ عبد القادر علیہ الرحمۃ کے پاس فقہ شافعی کی 'ابو شجاع'[۲] اور علم نحو کی 'آجرومیہ'[۳] کے متون حفظ کر لیے۔ قاہرہ منتقل ہونے کے بعد شعرانی علیہ الرحمۃ کے دن رات طلبِ علم کی خاطر مساجد و مدارس میں گزرنے لگے۔ آپ نے زندگی کے ایک ایک لمحے کو غنیمت جانا اور اسے علم کی اخذ و اشاعت میں گزارا۔ آپ نے اس دور میں مروجہ تمام علوم و فنون میں مہارت حاصل کی۔

عربوں کی مذکورہ بالا روایت کے مطابق امام شعرانی علیہ الرحمۃ نے سب سے پہلے کتبِ شرعیہ کے متون حفظ کرنے کی طرف توجہ دی۔ جو متون آپ نے حفظ کیے، ان میں ذکر کردہ دو متون کے علاوہ فقہ میں امام نووی علیہ الرحمۃ کی کتاب 'منہاج الطالبین فی فروع الشافعیۃ، نحو میں ابو عبد اللہ الطائی علیہ الرحمۃ المعروف ابنِ مالک کی الفیہ، پھر الفیہ پر ابنِ ہشام نحوی کی توضیح 'اوضح المسالک الی الفیہ ابن مالک'، اصولِ فقہ میں امام تاج الدین سبکی علیہ الرحمۃ کی جمع الجوامع، اصولِ حدیث میں حافظ زین الدین عراقی علیہ الرحمۃ کی الفیہ عراقی، علم معانی و بیان میں امام جلال الدین قزوینی علیہ الرحمۃ کی تلخیص المفتاح، قراءات میں شیخ قاسم شاطبی علیہ الرحمۃ کا مشہور قصیدہ شاطبیہ[۴] کے علاوہ ابنِ ہشام نحوی علیہ الرحمۃ کی قواعد الاعراب اور کچھ دیگر مختصرات شامل ہیں۔ مذکورہ بالا تمام کتب اس عمدگی سے حفظ کیں کہ ان کے متشابہ مقامات کو متشابہاتِ قرآنی کی طرح پہچانتے تھے۔

اس کے بعد راہِ سلوک اختیار کرنے کے بارے میں اپنے اکابر سے مشورہ کیا تو انھوں نے کہا کہ اپنے حفظ کردہ متون کی شروحات جب تک ماہر اساتذہ سے نہ پڑھ لو اور اس میں تبحر حاصل نہ

کر لو، اس وقت تک طریقِ تصوف میں قدم نہ رکھنا۔ اس کے بعد شیخ نے اساتذہ سے باقاعدہ تلمذ شروع کر دیا۔ حفظ کردہ متون ان کو سناتے، مسائل سمجھتے اور مشکل مقامات حل کرواتے تھے۔[۵]

شیوخ

امام شعرانی علیہ الرحمۃ نے اپنے وقت کے نامور علماء سے کسبِ علم کیا، جن کے علمی آثار آج بھی موجود اور رائج ہیں۔ آپ نے اپنی تالیف الطبقات میں اپنے اساتذہ کی تعداد پچاس کے قریب ذکر کی ہے اور ان کے حالات درج کیے ہیں۔ آپ کی کتب اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ نے علماء و صلحا کی ایک کثیر تعداد سے ملاقات اور کسب کیا ہے۔[۶] آپ کے اساتذہ میں سے درج ذیل خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں:

۱۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ

امام جلال الدین سیوطی (م:۹۱۱ھ) شعرانی رحمھما اللہ کے اولین شیوخ میں سے ہیں۔ اگرچہ ان کے پاس تلمذ کے لیے شیخ شعرانی علیہ الرحمۃ کو زیادہ وقت نہیں مل سکا کیوں کہ جس سال شعرانی علیہ الرحمۃ قاہرہ آئے اسی سال سیوطی علیہ الرحمۃ کی وفات ہو گئی۔ امام شعرانی علیہ الرحمۃ کے قاہرہ آنے سے قبل ان کے والد ایک بار قاہرہ آئے اور سیوطی علیہ الرحمۃ کے پاس اپنے بیٹے کے علمی شوق اور ذکاوتِ فہم کا ذکر کیا۔ ان کے ہاتھ امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے ایک رقعہ بھیجا جس میں شعرانی علیہ الرحمۃ کو اپنی تمام مرویات اور مؤلفات کی اجازت دے دی۔ بعد ازاں جب شعرانی علیہ الرحمۃ قاہرہ آئے تو ان کے پاس حاضر ہوئے، کتبِ ستہ میں سے کچھ احادیث اور فقہ کے کچھ اسباق ان سے بطورِ تبرک پڑھے۔ اس کے ایک ماہ بعد امام سیوطی علیہ الرحمۃ کی وفات ہو گئی اور شیخ ان کی نمازِ جنازہ میں شامل ہوئے۔[۷]

۲۔ شیخ الاسلام زکریا بن محمد انصاری علیہ الرحمۃ

یہ حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ کے شاگرد اور تحفۃ الباری شرح صحیح بخاری کے مصنف ہیں۔ امام شعرانی علیہ الرحمۃ کے دادا شیخ نور الدین علی انصاری علیہ الرحمۃ کے ہم درس تھے۔ ان سے شعرانی علیہ الرحمۃ بیس سال تک اکتسابِ علم کرتے رہے۔ زکریا انصاری علیہ الرحمۃ سے شعرانی علیہ الرحمۃ ی نے رسالۂ قشیریہ پر ان کی اپنی مکمل شرح، شرح الروض، شرح جمع الجوامع، شرح التحریر وغیرہ ایسی بہت سی کتبِ شروح پڑھیں۔ شروح کے علاوہ ان سے تفسیر بیضاوی، کتاب

القوت، زرکشی کی **القطعة والتكملة**، **قطعة السبكی علی المنهاج** اور سبکی علیہ الرحمۃ کے بیٹے کی کتاب **التوشح** بھی پڑھیں۔(۸) دونوں استاد شاگرد ایک دوسرے سے بہت الفت رکھتے تھے۔ شیخ زکریا علیہ الرحمۃ ان کو اپنے ساتھ دریائے نیل کے کنارے سیر اور ہوا خوری کے لیے لے جاتے تھے۔ جب شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ کی بینائی جاتی رہی تو مطالعہ کی ترکیب یہ بنائی کہ امام شعرانی علیہ الرحمۃ ان کو مختلف کتب پڑھ کے سناتے تھے۔ تحفۃ الباری کی تصنیف کے دوران میں امام شعرانی علیہ الرحمۃ کی کافی معاونت شامل رہی۔(۹)

۳۔ شیخ نور الدین علی شونی علیہ الرحمۃ

جامعہ ازہر میں شبِ جمعہ درود وسلام کی مجلس کا آغاز کرنے والے شیخ علی شونی علیہ الرحمۃ بھی امام شعرانی کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ ان کے پاس پانچ سال تک تحصیلِ علم میں مصروف رہے۔ بعد ازاں ان کے مشورہ اور حکم سے آپ جامع مسجد غمری میں منتقل ہو گئے۔ اس وقت جامعہ ازہر کے بعد جامع غمری علوم وفنون کے لحاظ سے طلبہ کے لیے ایک مینارۂ نور کی حیثیت سے معروف تھی۔(۱۰) نیز علی شونی علیہ الرحمۃ کی ترغیب پر امام شعرانی علیہ الرحمۃ نے جامع غمری میں شبِ جمعہ صلوٰۃ وسلام کی محفل اور شب بیداری کا آغاز کیا اور بعد ازاں ساری زندگی اس معمول پر مواظبت اختیار کی۔

۴۔ شیخ امین الدین علیہ الرحمۃ

یہ جامع مسجد غمری کے امام اور شیخ الحدیث تھے، حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ کے تلامذہ میں سے تھے۔(۱۱) ان سے آپ نے باقاعدہ طور پر تفسیر، حدیث، فقہ اور اصولِ فقہ کا علم حاصل کرنا شروع کیا۔ ان سے صحاح ستہ کے علاوہ ابن صلاح علیہ الرحمۃ کی علوم الحدیث، شرح المنہاج، شرح جمع الجوامع، علامہ سخاوی علیہ الرحمۃ کی شرح الفیہ عراقی، علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ کی شرح الفیہ عراقی، شیخ الاسلام زکریا علیہ الرحمۃ کی شرح الفیہ عراقی، ابن عقیل علیہ الرحمۃ کی شرح الفیہ ابن مالک، شیخ خالد علیہ الرحمۃ کی شرح التوضیح، شرح المکودی(۱۲) علی الالفیہ، مختصر النووی، مسند عبد بن حمید اور دیگر بہت سی کتب پڑھیں۔ جامع غمری میں ہی قیام پذیر ہونے کی وجہ سے آپ کو ان سے استفادہ کے لیے کافی وقت مل جاتا تھا۔

۵۔ شمس الدین دواخلی علیہ الرحمۃ

شیخ امین الدین علیہ الرحمۃ کے بعد مذکورہ بالا کتب ان سے بھی پڑھیں، گویا دہرائی کی۔ علاوہ ازیں ان سے ابن ابی شریف علیہ الرحمۃ کی شرح الارشاد، شیخ زکریا علیہ الرحمۃ کی شرح البہجۃ الکبیر، جوجری علیہ الرحمۃ[۱۳] کی شرح الارشاد، شرح الروض اور تفسیر و فقہ کی دیگر کتب کا درس لیا۔

۶۔ شمس الدین سمانودی علیہ الرحمۃ

یہ جامعہ ازہر کے خطیب اور مفتی تھے، ان سے جلال الدین محلی علیہ الرحمۃ کی شرح المنہاج شروع کی، نصف کے قریب پڑھ لی تھی کہ ان کا وصال ہو گیا۔

۷۔ شہاب الدین مسیری علیہ الرحمۃ

یہ بھی جامعہ ازہر میں استاذ تھے، ان سے شرح جمع الجوامع اور شرح المنہاج کا کچھ حصہ پڑھا تھا کہ ان کا بھی وصال ہو گیا۔

۸۔ شیخ نور الدین محلی علیہ الرحمۃ

ان سے جمع الجوامع کی شرح اور حاشیہ پڑھا۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ مذکورہ شرح و حاشیہ شیخ محلی علیہ الرحمۃ کے سامنے رکھے ہوتے، یہ ان کو زبانی پڑھتے تھے اور ساتھ گھر کا کام کاج بھی کرتے رہتے۔ شعرانی علیہ الرحمۃ ان کے حافظے سے متعجب ہوتے تھے۔ علاوہ ازیں ان سے تفتازانی علیہ الرحمۃ کی شرح المقاصد، شرح العقائد اور اس پر ابن ابی شریف علیہ الرحمۃ کا حاشیہ، اور ابو طاہر قزوینی علیہ الرحمۃ کی سراج العقول کی قراءت کی۔ مؤخر الذکر کتاب علم کلام کے چالیس مشکل مسائل پر مشتمل ایک عمدہ کتاب ہے۔ ہر مسئلہ کے لیے الگ سے باب قائم کیا گیا ہے اور اس میں متقدمین و متأخرین کی آراء جمع کر کے مسئلہ کی وضاحت کی گئی ہے۔

۹۔ شیخ نور الدین جارحی علیہ الرحمۃ

یہ بھی جامع غمری میں استاذ تھے۔ ان سے شرح الفیہ عراقی، سخاوی علیہ الرحمۃ کی شرح الشاطبیہ اور ابن قاصح علیہ الرحمۃ[۱۴] کی شرح الشاطبیہ وغیرہ پڑھیں۔

۱۰۔ شیخ نور الدین سنہوری علیہ الرحمۃ

یہ جامعہ ازہر کے امام تھے، ان سے بھی شعرانی علیہ الرحمۃ نے بہت سی کتب پڑھیں جن میں ابن ہشام نحوی کی 'شذور الذہب فی علم النحو' کی شرح، آجرومیہ پر ان کی اپنی نظم اور اس نظم کی شرح اور مکودی کی شرح الفیہ وغیرہ شامل ہیں۔

۱۱۔ شہاب الدین احمد قسطلانی علیہ الرحمۃ

معروف محدث اور فقیہ، صاحب ارشاد الساری شرح بخاری اور مواہب اللدنیہ علامہ قسطلانی علیہ الرحمۃ بھی شعرانی علیہ الرحمۃ کے شیوخ میں شامل ہیں۔ ان سے شعرانی علیہ الرحمۃ نے امام نووی علیہ الرحمۃ کی شرح مسلم اور قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کی شرح مسلم کے علاوہ انھی کی شرح بخاری اور مواہب اللدنیہ کا کچھ حصہ پڑھا۔(۱۵)

۱۲۔ شہاب الدین احمد رملی علیہ الرحمۃ

یہ 'شرح صفوۃ الزبد فی الفقہ الشافعی' اور دیگر کئی کتب کے مصنف ہیں۔ ان سے شعرانی علیہ الرحمۃ نے امام نووی علیہ الرحمۃ کی کتاب الروضۃ، الفیہ عراقی اور فقہ شافعی کی دیگر کتب پڑھیں۔(۱۶)

۱۳۔ نور الدین علی اشمونی علیہ الرحمۃ

انھوں نے 'منہاج' اور 'جمع الجوامع' کو نظم کیا اور ان کی شرح لکھی۔ الفیہ ابن مالک کی ایک عظیم شرح لکھی۔ ان سے شعرانی علیہ الرحمۃ نے ان کی تمام تالیفات کا اکتساب کیا۔(۱۷)

۱۴۔ علی متقی ہندی علیہ الرحمۃ

برصغیر کے معروف مجموعۂ حدیث 'کنز العمال' کے مؤلف علی متقی بن حسام الدین علیہ الرحمۃ سے امام شعران علیہ الرحمۃ ی کی ملاقات حج کے موقع پر مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ ان سے 'کنز العمال' کے بعض مقامات کا درس لے کر اس کتاب کی اجازت حاصل کی۔(۱۸)

۱۵۔ شیخ علی الخواص علیہ الرحمۃ

یہ امام شعرانی علیہ الرحمۃ کے روحانی شیخ ہیں۔ ان کا کلام امام شعرانی علیہ الرحمۃ کی کتب میں جا بجا ملتا ہے۔ یہ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے مگر اس کے باوجود قرآن و سنت کے معارف پر

مشتمل ایسا کلام کرتے تھے کہ علماء دور دور سے استفادہ کے لیے ان کے پاس آتے تھے۔ ان سے شعرانی علیہ الرحمۃ نے صدری علوم و معارف کا ایک خزانہ حاصل کیا۔

علاوہ ازیں شیخ عبد الحق سنباطی علیہ الرحمۃ سے عضد اور اس کے حواشی کی تعلیم حاصل کی۔ علامہ ملا علی عجمی علیہ الرحمۃ سے ان کی قیام گاہ 'باب القرافہ' میں مطول و مختصر اور ان کے حواشی کا درس لینے کے علاوہ فقہ و نحو کی دیگر کتب پڑھیں۔ شیخ جمال الدین علی صافی علیہ الرحمۃ سے کم و بیش ایک ماہ تک منہاج اور الفیہ کے کچھ حصے پڑھے تھے کہ وہ وفات پا گئے۔ شیخ شہاب الدین ششینی علیہ الرحمۃ حنبلی سے امام بغوی علیہ الرحمۃ کی تفسیر معالم التنزیل سورۂ بقرہ کے اواخر تک پڑھی تھی کہ ۹۱۸ھ میں یہ بھی فوت ہو گئے۔(۱۹)

مذکورہ بالا اساتذہ و شیوخ کے علاوہ شیخ عیسیٰ اخنائی علیہ الرحمۃ، شیخ شمس الدین دیروطی علیہ الرحمۃ، شیخ شمس الدین دمیاطی علیہ الرحمۃ، شیخ محلی علیہ الرحمۃ، شیخ صلاح الدین قلیوبی علیہ الرحمۃ، علامہ نور الدین بن ناصر علیہ الرحمۃ، شیخ سعد الدین ذہبی علیہ الرحمۃ، شیخ برہان الدین بن ابی شریف المقدسی علیہ الرحمۃ،، شیخ برہان الدین قلقشندی علیہ الرحمۃ اور شمس الدین حنبلی علیہ الرحمۃ کے اسماء بھی آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔(۲۰)

یہ تمام شیوخ کئی کئی علوم و فنون کے ماہر اور اپنے وقت کے ممتاز ترین علماء تھے۔ ان سے تلمذ نے امام شعرانی پر بھرپور اثر ڈالا۔ آپ تمام مروجہ فنون کے ماہر کی حیثیت سے ابھرے، اس کی گواہی آپ کی متنوع موضوعات پر کثیر تالیفات دیتی ہیں۔ آپ نے جس موضوع پر بھی قلم اٹھایا، اس میں تازہ افکار سے روشناس کرایا۔ آپ کے شیوخ میں چاروں معروف فقہی مسالک کے نامور علماء شامل ہیں۔ ان کی تربیت نے شعرانی علیہ الرحمۃ کو علم کا رسوخ، فکر کی وسعت اور مزاج کا اعتدال عطاء کیا۔ اس کے نتیجے میں امام شعرانی علیہ الرحمۃ کی شکل میں ایک بے حد معتدل شخصیت کا حامل ایسا مصلح سامنے آیا جس نے معاشرتی اصلاح کے ساتھ ساتھ مذہبی طبقے میں باہم دست و گریباں ہونے کے رویے میں تبدیلی کے لیے بھی اہم کردار ادا کیا۔ شعرانی نے اپنے منفرد تطبیقی تصورات کے ذریعے تمام مکاتبِ فکر کا احترام اور دوسرے کی رائے کو اہمیت دینا سکھایا۔ تصوف اور افرادِ معاشرہ کی اخلاقی و کرداری اصلاح کے لیے آپ نے جو کتب تالیف کیں، ان میں روایتی انداز سے ہٹ کر تدبر، نصیحت، شفقت اور حکمت بھرا انداز اختیار کیا۔

تلامذہ

امام شعرانی نے تدریس کا سلسلہ جامع غمری سے ہی شروع کر دیا تھا۔ اپنے استاذ شیخ الاسلام زکریا انصاری علیہ الرحمۃ کے حکم سے آپ تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، قراءات وغیرہ تمام علوم شرعیہ پڑھانے لگے۔ بعد ازاں آپ مدرسہ ام خوند میں منتقل ہوئے تو وہاں بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس کے بعد قاہرہ میں ہی واقع مدرسہ قادریہ میں سکونت پذیر ہوئے تو یہاں شیخ الجامعہ نے شعرانی علیہ الرحمۃ کی لیاقت و صلاحیت جانچ کر تمام انتظام و انصرام ان کے سپرد کر دیا۔ اس طرح سلسلہ تدریس یہاں عروج پر پہنچ گیا۔ اس مدرسہ میں آپ نے ہر علم و فن کے لیے الگ الگ شعبہ جات قائم کیے۔ ہر شعبہ میں دن رات علم و ادب اور ذکر و فکر کی سر گرمیاں عروج پہ رہتی تھیں۔(۲۱) سینکڑوں طلبہ ایک وقت میں شیخ کے پاس زیر تعلیم رہتے۔ چند نمایاں تلامذہ درج ذیل ہیں:

۱۔ امام عبد الرءوف مناوی شافعی علیہ الرحمۃ

فیض القدیر شرح جامع الصغیر، نتیجۃ الفکر شرح نخبۃ الفکر اور الطبقات الکبریٰ جیسی معروف کتب کے مصنف، اپنے وقت کے امام اور جامع العلوم شخصیت عبد الرؤوف مناوی علیہ الرحمۃ نے علومِ عربیہ اپنے والد سے اور علمِ فقہ شمس الدین رملی علیہ الرحمۃ سے حاصل کرنے کے بعد علم تصوف میں کمال حاصل کرنے کے لیے امام شعرانی علیہ الرحمۃ سے شرفِ تلمذ حاصل کیا اور آپ کے پاس رہ کر تصوف و سلوک کی منازل طے کیں۔

۲۔ عبد الرحمن شعرانی علیہ الرحمۃ

امام شعرانی علیہ الرحمۃ کے بیٹے عبد الرحمٰن شعرانی علیہ الرحمۃ نے تمام علوم اپنے والد سے حاصل کیے۔ دونوں باپ بیٹا مختلف علوم میں مذاکرہ بھی کرتے اور اشکالات کا حل نکالتے تھے۔ امام شعرانی علیہ الرحمۃ کی وفات کے بعد مدرسہ و خانقاہ کے تمام امور انھوں نے سنبھال لیے اور احسن طریقے سے انجام دیتے رہے۔

۳۔ شہاب الدین احمد کلبی مالکی علیہ الرحمۃ

جامعہ ازہر کے استاذ اور نور الدین علی شونی علیہ الرحمۃ کے بعد جامعہ ازہر میں مجلسِ درود و سلام کے منتظم، شیخ احمد بن عیسیٰ کلبی بھی شیخ شعرانی علیہ الرحمۃ کے تلامذہ میں سے ہیں۔

۴۔ محمد حجازی بن عبد اللہ قلقشندی علیہ الرحمۃ

ابو عبد الرحمن محمد بن عبد اللہ قلقشندی علیہ الرحمۃ کا شمار بھی شعرانی علیہ الرحمۃ کے نمایاں شاگردوں میں ہوتا ہے۔ یہ شیخ المحدثین اور خاتمۃ العلماء کے لقب سے مشہور تھے اور مصر کے بہت بڑے واعظ تھے۔ انھوں نے امام شعرانی علیہ الرحمۃ سمیت تین سو شیوخ سے اکتسابِ فیض کیا۔(۲۲)

ان کے علاوہ صاحبِ تذکرۃ اولی الالباب نے شیخ شعرانی علیہ الرحمۃ کے تلامذہ واَتباع کی تفصیلی فہرست درج کی ہے۔ یہ فہرست سات صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں ذکر کیے گئے افراد کی تعداد اسّی سے زائد ہے۔(۲۳)

جس طرح بیج کا اثر پھل میں موجود ہوتا ہے اسی طرح مخلص استاذ کا اثر بھی تلمیذِ صادق میں نظر آتا ہے۔ یوں تو امام شعرانی علیہ الرحمۃ کے مدرسہ اور خانقاہ میں حصول علم وفیض کی خاطر ہزاروں لوگ آتے رہے لیکن امام شعرانی علیہ الرحمۃ کے مذکورہ بالا تلامذہ وہ شخصیات ہیں جنھوں نے بعد ازاں کسی نہ کسی فن میں ماہر ہو کر مسندِ تدریس سنبھالی اور نہ صرف علم کی اشاعت کا ذریعہ بنے بلکہ اپنے شیخ کے معتدل علمی تصورات کی ترویج بھی کی۔

علماء کی آراء

علماء، مؤرخین اور اصحابِ طبقات کی ایک کثیر تعداد نے امام شعرانی علیہ الرحمۃ سے متعلق عمدہ خیالات وجذبات کا اظہار کیا۔ ان میں آپ کے ہم عصر علما بھی شامل ہیں اور آپ کے بعد آنے والے لوگ بھی جنھوں نے آپ کے حالات زندگی کا مطالعہ کیا اور صفحۂ قرطاس پر آپ کے اخلاق وکردار کی جھلک دیکھی۔

حاسدین میں سے کسی نے امام شعرانی علیہ الرحمۃ کی 'کتاب العہود' میں سے بعض کلمات سے متعلق ایک سوال لکھ کر شیخ الاسلام شہاب الدین حنبلی فتوحی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں جواب کے لیے بھیجا، فتوحی اس کا جواب لکھنے سے رک گئے اور کہنے لگے کہ اس سوال کا جواب کیسے لکھوں جو ایک ایسے شخص سے متعلق ہے جس نے ایسی ایسی کتب کا مطالعہ کر رکھا ہے کہ جن میں سے بعض کا ہم نے صرف نام ہی سنا ہے، ان میں غور وخوض تو دور کی بات ہے۔ اگر وہ شخص (شعرانی علیہ الرحمۃ) مسؤلہ باتکی بابت کتاب لکھنے پر آجائے تو سارے مصر میں کوئی اس کا مدمقابل نہ ہو۔(۲۴)

عبد الرؤف مناوی علیہ الرحمۃ ان الفاظ میں شعرانی علیہ الرحمۃ کا تعارف کراتے ہیں:

"عبد الوہاب الشعراوی، شیخنا الامام العامل، والهمام الكامل، انسان عين ذوی الفضائل، العابد الزاهد، الفقيه المحدث، الصوفی المربی المسلک، فقيه النظر، صوفیّ الخبر، له دربة بأقوال السلف ومذاهب الخلف، وكان مواظبا على السنة، مجانبا للبدعة، مبالغا فی الورع"(۲۵)

(عبد الوہاب شعراوی، ہمارے شیخ، با عمل امام، کامل ہمام، کئی فضائل کی حامل شخصیت، عابد، زاہد، فقیہ، محدث، تربیت کر کے راہِ سلوک پر چلانے والے صوفی، صاحبِ نظر فقیہ، باخبر صوفی، سلف وخلف کے اقوال و مذاہب سے واقف، سنت پر دائمی عامل، بدعات سے دور اور بے حد پرہیز گار ہیں۔)

محدث نجم الدین غزی علیہ الرحمۃ کے الفاظ ہیں:

"الشيخ العالم العارف الشعرانی۔۔كان من آيات الله تعالىٰ فی العلم، والتصوف والتاليف، كتبه كلها نافعة"(۲۶)

(شیخ، عالم اور عارف شعرانی علیہ الرحمۃ علم، تصوف اور تالیف کے میدان میں اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں۔ آپ کی تمام کتب نفع رساں ہیں۔)

فہرس الفہارس کے مؤلف شیخ عبد الحی کتانی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں:

"هو الامام، الفقيه، المحدث، الصوفی، العارف، المسلّک، ابو المواهب عبد الوهاب بن احمد الشعرانی"(۲۷)

(امام، فقیہ، محدث، صوفی، عارف، راہِ سلوک پہ چلانے والے ابو المواہب عبد الوہاب بن احمد شعرانی علیہ الرحمۃ۔)

معروف مفسر علامہ شہاب الدین آلوسی علیہ الرحمۃ نے اپنی تفسیر روح المعانی میں متعدد مقامات پر ان کی آراء نقل کی ہیں اور ان کے لیے کلماتِ تحسین کہے ہیں۔ مثلاً سورۃ الکہف کی آیت "وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا"(۲۸) کی تفسیر میں علم لدنی پر بحث کر کے امام شعرانی علیہ الرحمۃ کی رائے یوں نقل کی:

"قال العارف بالله تعالىٰ الشيخ عبد الوهاب الشعرانی عليه

الرحمۃ:۔۔واما زبدۃ علم التصوف الذی وضع القوم فیہ رسائلھم فھو نتیجۃ العمل بالکتاب والسنۃ"(۲۹)

(معرفتِ الٰہی کے حامل شیخ عبد الوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ کا کہنا ہے کہ علم تصوف جس میں صوفیہ کرام نے رسائل لکھے ہیں، اس کا خلاصہ اور نچوڑ کتاب و سنت پر عمل کرنے کے نتیجے میں حاصل ہوتا ہے۔)

ماضی قریب کے علماء میں سے شیخ الازہر الدکتور عبد الحلیم محمود علیہ الرحمۃ امام شعرانی علیہ الرحمۃ کو عمدہ الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ ایسے عالم ہیں جن سے ہر دور میں روشنی حاصل کی جائے گی، انھوں نے اپنی متعدد تالیفات میں اپنی روشن آراء کے ذریعے مختلف مذاہب میں توفیق پیدا کی۔ وہ اس میدان میں سب پر سبقت رکھتے ہیں، ان کی کثیر تالیفات اس کی گواہ ہیں۔(۳۰)

امام شعرانی علیہ الرحمۃ کے بارے میں متقدمین و متاخرین علماء کی آراء میں سے "مشتے از خروارے" کے مصداق یہ ایک مختصر نمونہ تھا۔ یہ حقیقت ہے کہ شیخ شعرانی علیہ الرحمۃ کی شخصیت ایسے ہی خراجِ تحسین اور تعظیم کی مستحق ہے جو ان کے افکارِ عالیہ کا مطالعہ کرنے والوں نے ان کو دی ہے۔ تاریخ کے صفحات پر بہت کم لوگ ایسے ملتے ہیں جو حصولِ علم کے اس قدر شائق اور مطالعۂ کتب کے اتنے حریص ہوتے ہیں۔ شیخ الازہر کے الفاظ رسمی مبالغہ نہیں بلکہ مبنی بر حقیقت ہیں کہ شعرانی علیہ الرحمۃ کے افکار سے ہر دور میں روشنی حاصل کی جاتی رہے گی۔

حیاتِ شعرانی علیہ الرحمۃ کے اس علمی افق پر نظر ڈالنے سے ان غلط فہمیوں کا کلی طور پر ازالہ ہوتا ہے جن کا ذکر شروع میں کیا گیا ہے۔ آپ کی تالیفات و تصنیفات تحفظِ شریعت کے ساتھ ساتھ احسان و تصوف کو علمی بنیادوں پر استوار کرتی ہیں اور علمی و منطقی طرزِ استدلال سے اعتدال و توازن کی ہموار راہیں مہیا کرتی ہیں۔ آپ کی شخصیت کا یہ علمی پہلو عصرِ حاضر میں تصوف کے علم برداروں کے لیے حقیقی راہِ عمل بھی متعین کرتا ہے۔ راہِ علم پر گامزن ہو کر ہی اہلِ تصوف خود کو معاشرے کے لیے دین کے مفید رجالِ کار ثابت کر سکتے ہیں۔

حوالہ جات و حواشی

۱۔ امام شعرانی کے احوال و آثارِ حیات کے لیے ملاحظہ ہو: ۱۔ ابن العماد، عبد الحیی بن احمد، شذرات الذھب، بیروت: دار ابن کثیر، ۱۹۹۳ء، ۱۰/ ۵۴۴۔ ۵۴۷۔ ۲۔ مناوی، عبد الرءوف، الکواکب الدُرّیۃ فی تراجم السادۃ الصوفیۃ، قاہرہ: المکتبۃ الازہریۃ للتراث، س ن، ۴/ ۶۹۔ ۷۵، ۳۔ غزی، نجم الدین محمد بن محمد، الکواکب السائرۃ باعیان المئۃ العاشرۃ، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۸ء، ۳/ ۱۵۷۔ ۱۵۸، ۴۔ ملیجی، ابو الانس بن عبد الرحمان، تذکرۃ اولی الالباب فی مناقب الشعرانی سیدی عبد الوہاب، قاہرہ: الدار الجودیہ، ۲۰۰۵ء، ۵۔ فرغلی، عبد الوہاب الشعرانی امام القرن العاشر، مصر: الہیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، ۱۹۸۰ء، ۶۔ طٰہٰ عبد الباقی سرور، الشعرانی والتصوف الاسلامی، قاہرہ: مطبعۃ العلوم، ۱۳۷۲ھ، ۷۔ اسماعیل پاشا بغدادی، ہدیۃ العارفین، بیروت: دار احیاء التراث العربی، ۱۹۵۱ء، ۶۴۱۔ ۶۴۲، ۸۔ کوہن فاسی، ابو علی حسن بن محمد قاسم، طبقات الشاذلیۃ الکبریٰ، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۲۰۰۵ء، ص: ۱۳۰۔ ۱۳۴

۲۔ اس سے مراد امام ابو شجاع حسین بن احمد اصفہانی (م۴۸۸ھ) کی ''غایۃ الاختصار فی الفقہ الشافعی'' ہے۔ (حاجی خلیفہ، مصطفی بن عبد اللہ، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، بیروت: دار احیاء التراث العربی، س ن، ۲/ ۱۱۸۹)

۳۔ ابن آجروم مقدمۃ الآجرومیۃ فی النحو، از ابو عبد اللہ محمد بن محمد داؤد صنہاجی، المعروف ابن آجروم (م۷۲۳ھ) (کشف الظنون، ۲/ ۱۷۹۶)

۴۔ اصل نام 'حرز الامانی ووجہ التھانی فی القراءات السبع المثانی' ہے۔ (کشف الظنون، ۱/ ۶۴۶)

۵۔ شعرانی، عبد الوہاب بن احمد، لطائف المنن والاخلاق، دمشق: دار التقویٰ، ۲۰۰۴ء، ص: ۶۸۔ ۶۹

۶۔ غزی، نجم الدین محمد بن محمد، الکواکب السائرۃ باعیان المئۃ العاشرۃ، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۸ء، ۳/ ۱۵۸

۷۔ شعرانی، عبد الوہاب بن احمد، لواقح الانوار القدسیۃ، قاہرہ: مکتبۃ الثقافۃ الدینیۃ، ۲۰۰۵ء، ص: ۸

۸۔ شعرانی، عبد الوہاب بن احمد، کتاب المیزان، بیروت: دار عالم الکتب، ۱۹۸۹ء، ۱/ ۲۵۲

۹۔ شعرانی، لطائف المنن والاخلاق، ص: ۷۴

۱۰۔ طٰہٰ عبد الباقی سرور، الشعرانی والتصوف الاسلامی، قاہرہ: مطبعۃ العلوم، ۱۳۷۲ھ، ص: ۱۶

۱۱۔ شعرانی، لطائف المنن والاخلاق، ص: ۷۰

۱۲۔ علامہ ابوزید عبد الرحمن بن علی المکودی الفاسی، م:۸۰۷ھ (کشف الظنون، ۱/ ۱۵۲)

۱۳۔ علامہ محمد بن عبد المنعم جوجری، م:۸۸۹ھ (کشف الظنون، ۱/ ۶۹)

۱۴۔ علاء الدین علی بن عثمان بن محمد المعروف بابن القاصح عذری، م:۸۰۱ھ (کشف الظنون، ۱/ ۶۴۷)

۱۵۔ شعرانی، لطائف المنن والاخلاق، ص:۶۹۔ ۷۲

۱۶۔ ایضاً، ص:۷۴

۱۷۔ ایضاً، ص:۷۳

۱۸۔ یوسف رضوان الکود، مقدمہ مختصر الاعتقاد للبیہقی، (تالیف: عبد الوہاب شعرانی) قاہرہ: دارۃ الکرز، ۲۰۰۸ء، ص:۸۸

۱۹۔ شعرانی، کتاب المیزان، ۱/ ۲۵۵

۲۰۔ غزی، الکواکب السائرۃ، ۳/ ۱۵۸

۲۱۔ ملیجی، ابو الانس بن عبد الرحمان، تذکرۃ اولی الالباب فی مناقب الشعرانی سیدی عبد الوہاب، قاہرہ: الدار الجودیہ، ۲۰۰۵ء، ص:۱۷۱

۲۲۔ یوسف رضوان الکود، مقدمہ مختصر الاعتقاد للبیہقی، ص:۹۰۔ ۹۲

۲۳۔ ملیجی، تذکرۃ اولی الالباب، ص:۲۱۲۔ ۲۱۸

۲۴۔ شعرانی، لطائف المنن والاخلاق، ص:۸۹

۲۵۔ مناوی، عبد الرءوف، الکواکب الدرّیۃ فی تراجم السادۃ الصوفیۃ، قاہرہ: المکتبۃ الازہریۃ للتراث، س ن، ۴/ ۶۹۔ ۷۰

۲۶۔ غزی، الکواکب السائرۃ، ۳/ ۱۵۸

۲۷۔ کتانی، عبد الحی بن عبد الکبیر، فہرس الفہارس والاثبات، بیروت: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۸۲ء، ۲/ ۱۰۷۹

۲۸۔ الکہف: ۶۵

۲۹۔ آلوسی، شہاب الدین محمود، روح المعانی، بیروت: دار احیاء التراث العربی، س ن، ۱۵/ ۳۳۰

۳۰۔ محمود، عبد الحلیم، مقدمہ کتاب 'عبد الوہاب الشعرانی امام القرن العاشر'، ص:۷